جلد ۳۴ | ۲۸ ماہ امان ۱۳۲۵ ہش | ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۷۴

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق

تازہ اطلاع

ناصر آباد (بذریعہ سر روڈ) ۲۷ ماہ امان مولوی عبدالعزیز صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کل شام محمد آباد سے بذریعہ کار بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ حضور کو ابھی تک پاؤں کے جوڑوں میں درد کی شکایت ہے۔ جسم بھی درد محسوس کرتا ہے۔ اور سر میں شدید درد ہے۔ یہ تکلیف موسم کے اثر کی وجہ سے ہے۔ حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا کی طبیعت بھی موسم کے اثر کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

خطبہ جمعہ

اخبار "الفضل" اور سلسلہ کے دوسرے اخبارات اور رسائل کے متعلق ارشاد

آج "الفضل" کے پڑھنے اور آئندہ کے لئے محفوظ رکھنے کی اہمیت اور ضرورت

"الفضل" کا خریدنا ہر جماعت اور ہر مستطیع احمدی کیلئے ضروری ہے

سندھ میں تبلیغ احمدیت کے متعلق ضروری ہدایات

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے

(فرمودہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء بمقام ناصر آباد (سندھ)

(مرتبہ:۔ مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جس طرح تیل اپنے اندر جلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن جب تک اسے دیا سلائی نہ لگائی جائے۔ وہ جل نہیں سکتا۔ اسی طرح انسانی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ جب تک اس کے لئے بیداری اور ہوشیاری کے سامان پیدا نہ ہوں۔ اس وقت تک وہ بیداری کی طرف مائل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے بیداری کا ایک ذریعہ بیان فرمایا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ یعنی اے مسلمانو تم سارے کے سارے مضبوطی سے اللہ تعالے کی رسی کو پکڑ و۔ اور اس اعتصام کی وجہ سے تمہارے اندر ایک بیداری رہے گی۔ اور اس بیداری کی وجہ سے تمہارے اندر ایک نور پیدا ہوگا۔ جس سے تم خدا تعالے کو دیکھ لوگے۔ انسان خدا تعالے کو اس کی صفات اس کے کاموں سے دیکھتا ہے جب انسان خدا تعالے کے رستے پر مضبوطی کے ساتھ ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالے کی تمام نعمتوں سے خواہ دینی ہوں یا دنیوی پورے طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ جو اس نے اپنے

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا
ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رسی وہ رسی نہیں جو بان سے بٹی جاتی ہے۔ بلکہ خدا کی رسی وہ نظام ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور ماموروں کے ذریعہ دنیا میں قائم کرتا ہے۔ جب لوگ اپنے آپ کو اس نظام سے منسلک کر لیتے ہیں تو ان میں بیداری اور ہوشیاری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس حبل اللہ سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم جہاں بھی ہوں

اپنے نظام سے پختہ تعلق

رکھیں۔ اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے رسے کو پکڑنے کے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ سارے کے سارے مسلمان گھر بار چھوڑ کر ایک مرکز میں آ بیٹھیں۔ اور خلیفہ وقت کے ساتھ ہی نمازیں پڑھیں۔ یہ بات ناممکن ہے۔ سب سے بڑی مثال اس اعتصام کی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں دس پندرہ ہزار مسلمان مدینہ میں رہتے تھے۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر گزر چکی تھی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اکثر صحابی ایسے تھے جو مختلف علاقوں سے آئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شکل مبارک

دیکھی۔ آپ کے منہ سے باتیں سنیں اور چند دن رہ کر اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔ اور ایسے اشخاص بہت کم تھے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس سے اٹھنے کا نام نہ لیتے ہوں۔ اور رات دن آپ کی مجلس میں حاضر رہتے ہوں۔ مدینے کے تمام لوگ ایسے نہ تھے۔ کہ وہ تمام نمازیں آپ کے ساتھ ادا کرتے ہوں۔ بلکہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اور مساجد بھی تعمیر کی گئی تھیں۔ جن میں لوگ نمازیں ادا کرتے تھے

سب سے بڑی فوج

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر تیار کی۔ وہ دس ہزار تھی۔ اسی طرح غزوہ تبوک کے موقع پر بھی فوج کی تعداد دس ہزار تھی اس لحاظ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ مدینہ کی آبادی چالیس پچاس ہزار کے درمیان ہوگی۔ لیکن یہ تمام فوج مدینہ کی ہی نہ تھی۔ بلکہ آپ نے اردگرد کے علاقوں سے بھی فوج کے لئے آدمی جمع کئے تھے۔ بہرحال تمام مسلمان مدینہ میں ہی جمع نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ اپنے اپنے وطنوں میں تبلیغ اسلام کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں۔ کہ جب

کوئی مامور یا خلیفہ

آئے تو اس کے ماننے والے سب کے سب اپنے وطنوں کو چھوڑ کر وہاں جمع ہو جائیں اور دن رات اس کی مجلس میں بیٹھے رہیں اور اس کی باتیں سنتے رہیں۔ بلکہ ہمیشہ لوگ اپنی اپنی جگہوں پر رہتے ہیں۔ اور ان میں سے کچھ لوگ آتے ہیں۔ اور مرکز سے دین کی باتیں سیکھ کر واپس جاتے ہیں۔ اور اس آواز کو بلند کرتے ہیں۔ جو مرکز سے اٹھائی گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو۔ جو

الٰہی دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف

کرے اور مرکز سے دین سیکھ کر آئے اور واپس آکر اپنے لوگوں کو دین سکھائے اور یہ لوگ قائم مقام ہوں گے اس مامور یا خلیفہ کے جس تک ان کا پہنچنا مشکل ہے جیسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ خط سے نصف ملاقات ہو جاتی ہے۔ اگر ایک خط سے نصف ملاقات ہو جاتی ہے۔ تو ایک شاگرد جو اپنے خلیفہ کے منہ سے باتیں سن کر آئے۔ اور واپس آکر دوسرے لوگوں کو سنائے وہ بہرحال

نصف ملاقات سے زیادہ ملاقات

ہوگی صحابہؓ کے متعلق ہم پڑھتے ہیں۔ کہ وہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس** میں آتے۔ مسائل پوچھتے اور واپس جا کر اپنی قوم کو وہ مسائل بتاتے۔ اور اپنی قوم میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوتے تھے۔ ایک ذریعہ تو اعتصام کا یہ ہے۔ اور ایک اور ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہمارے لئے بنا دیا ہے۔ وہ

پریس

ہے۔ اخبار ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ اخباری حالات اور مذہبی خیالات کا لوگوں تک پہنچانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ خط تو کبھی کبھی آتے ہیں۔ لیکن اخبار روزانہ آتے ہیں۔ خط میں مضمون بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ لیکن اخباروں اور رسالوں میں مضامین بہت تفصیل کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص نصف ملاقات سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور اس طرح واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل کر سکتا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اکثر جماعتیں

سلسلہ کا اخبار "الفضل"

منگوانے میں کوتاہی سے کام لیتی ہیں۔ اور اسکی اہمیت کو پورے طور پر نہیں سمجھتی ہیں۔ سندھ کی باقی جماعتوں کے متعلق تو میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ ان کے ہاں

"الفضل" کا پرچہ

آتا ہے۔ یا نہیں۔ ناصر آباد کے متعلق مجھے معلوم ہے۔ کہ یہاں الفضل کا پرچہ آتا ہے۔ اور جب ہمارا پرچہ لیٹ ہو جاتا ہے۔ تو ہم وہ پرچہ منگوا کر پڑھ لیتے ہیں۔ پس میرے نزدیک یہ بہت ضروری بات ہے۔ کہ

ہر جماعت کم از کم الفضل کا ایک پرچہ ضرور منگوائے

تاکہ ان کو جماعت کے نئے نئے مسائل کے متعلق علم ہوتا رہے۔ اور مرکز کے احکام ان تک پہنچتے رہیں۔ اسی طرح

سلسلہ کے بعض رسائل

ایسے ہیں۔ جو ہفتہ واری ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو ماہواری ہیں۔ ان ماہواری رسالوں میں سے ایک

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خواہش تھی کہ اس کے کم از کم دس ہزار خریدار ہو جائیں لیکن مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ جماعت نے اس کی طرف سے بالکل توجہ ہٹا لی ہے۔ اور اسکی اشاعت بہت محدود ہوتی جا رہی ہے۔ اگر جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کا کوئی احساس ہو تو دس ہزار خریدار کوئی مشکل چیز نہیں۔ جب

ہمارے اخبار الفضل کا خطبہ نمبر

۳۸۰۰ چھپتا ہے۔ اور روزانہ ۲۹۰۰ چھپتا ہے۔ تو یہ کوئی مشکل امر نہیں کہ ایک ماہوار رسالہ کے دس ہزار خریدار نہ مل سکیں۔ اس رسالہ کا اتنی تھوڑی تعداد میں شائع ہونا اس بات کی علامت ہے۔ کہ جماعت نے اپنی ذمہ داری کو پورے طور پر نہیں سمجھا۔

پنجاب میں ہماری جماعت کی تعداد

چار پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ اور سارے ہندوستان میں چھ سات لاکھ کے قریب ہے۔ اگر پانچ آدمی فی کنبہ سمجھ لئے جائیں تو قریباً ایک لاکھ خاندان بنتا ہے۔ اور اگر فی خاندان ایک مرد شمار کریں۔ تو پانچ لاکھ مرد ہماری جماعت کے ہندوستان میں ہوں گے۔ اور اگر یہ سمجھا جائے کہ لاکھ مردوں میں سے چالیس فیصدی یا تیس فیصدی یا کم از کم بیس فیصدی ایسے ہیں جو اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ تو ۲۰ ہزار آدمی ایسے ہونگے۔ جو اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہماری تعلیمی اوسط اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ

بیس ہزار میں سے دس ہزار آدمی

ایسے ہیں جو اس رسالہ کے خریدنے کے ناقابل ہیں۔ تو پھر بھی دس ہزار آدمی ایسے باقی رہ جاتے ہیں۔ جو یہ رسالہ خرید سکتے ہیں۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس دس ہزار میں سے بھی صرف پانچ ہزار آدمی ایسا ہے۔ جو اس رسالہ کو خرید سکتا ہے اور اگر جماعت کے دوست کوشش کرتے تو

پانچ ہزار خریدار غیر احمدیوں میں سے

بنا سکتے تھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعت نے اپنی ذمہ داری اس معاملہ میں سمجھی ہی نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جوں جوں جماعت کے اخبارات اور رسائل زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لوگوں کی توجہ ان کی طرف سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ وہ

اخبارات اور رسائل

جماعت کے دوستوں کے لئے اعتصام کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور دینی علم میں زیادتی کا باعث ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔

درخواست دعا بذریعہ تار:- کولمبو۔ ۲۶ مارچ مکرمی عبدالرحمٰن صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی اہلیہ صاحبہ [illegible] میں دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت سے درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

کہ جتنا شور ابتدا میں کسی تعلیم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ بعد میں نہیں رہتا ہے۔ سب سے پہلے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ تو کفار نے اسے بہت اچنبھا سمجھا۔ اور بہت شور مچایا۔ حالانکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قرآن کریم کی ایک سطر کے برابر ہے۔ پھر اس کے بعد سورۃ بقرہ پر اتنا شور نہیں پڑا۔ جتنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اعلان پر پڑا تھا۔ سورہ بقرہ اڑھائی پارے کے قریب ہے۔ اور اگر فی صفحہ سولہ سطریں سمجھی جائیں۔ اور سورہ بقرہ تقریباً تیس چالیس صفحوں میں ہے۔ اگر چالیس صفحے فرض کئے جائیں۔ تو ۶۴۰ سطریں ہو گئیں۔ لیکن **جو شور ابتدا میں ایک سطر سے پڑا** تھا۔ وہ چھ سو چالیس سطروں سے نہیں پڑا۔ اسی طرح جب مسائل کثرت کے ساتھ سامنے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو کمزور طبیعتیں سستی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ کہ کس کو یاد کریں۔ اور کس کو نہ کریں۔ یہ ان کی **طبیعت کی کمزوری کی علامت** ہوتی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ جس قدر یاد کر سکیں کر لیں۔ اور جو نہ یاد ہو اسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا یعنی اللہ تعالےٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ پس جتنی طاقت ہو اتنا ہی یاد کر لیا جائے مگر اس کی بجائے طبائع میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگ بالکل چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہ ہم کچھ بھی نہیں کرتے۔

عربی میں ایک مثل

ہے۔ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ کہ جو چیز ساری حاصل نہیں کی جا سکتی۔ وہ ساری چھوڑی بھی نہیں جا سکتی۔ میں دیکھتا ہوں کہ اخباروں۔ رسالوں اور کتابوں کی کثرت کی وجہ سے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کہ ہم کیا کچھ پڑھیں۔ ہم سے کچھ بھی نہیں پڑھا جاتا۔ اور جو اخبار خریدتے ہیں۔ وہ اسے سنبھال کر نہیں رکھتے۔ میں نے تو اپنے

اخبار سنبھال کر رکھنے کی دفتر کو سخت تاکید

کی ہوئی ہے۔ تاکہ کم از کم دفتر میں تین چار فائل تو ہوں۔ تاکہ ہماری اولاد باری باری ایک دوسرے سے مانگ کر پڑھ سکے۔

آج لوگوں کے نزدیک "**الفضل**" کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آ رہے ہیں۔ اور وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب

الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ

ہوگی۔ لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں جو باتیں ہوتی تھیں۔ وہ اس زمانہ کے لوگوں کے نزدیک اتنی اہم نہ تھیں۔ جتنی اہمیت ان کی بعد میں ہوئی۔ بڑے بڑے بادشاہ ایک صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتے اور بڑے ادب کے ساتھ پوچھتے۔ کیا آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا یا کیا آپ نے فلاں دیکھنے والے کو دیکھا تھا۔ یا اس کے دیکھنے والے کو دیکھا تھا۔ آپ کا قد کیسا تھا۔ آپ کا جسم کیسا تھا۔ آپ کس طرح چلتے تھے۔ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اپنے آپ کو دکھایا کرتے۔ لیکن لوگ آپ کی طرف توجہ نہ کرتے۔ یا ایک زمانہ وہ آیا۔ کہ آپ کو دیکھنے والوں کو دیکھنے کے لئے لوگ ہزاروں میل سے دوڑے جاتے تھے۔ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود لوگوں کو باتیں سناتے۔ لیکن لوگ آپ کی باتیں سننے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ یا پھر وہ زمانہ آیا۔ کہ بڑے بڑے بادشاہ آپ سے باتیں سننے والوں یا سننے والوں سے باتیں سننے کے لئے جاتے تھے۔ پس لوگوں کی یہ عادت ہے۔ کہ ابتدا میں وہ

قیمتی چیز کی قدر

نہیں کرتے۔ لیکن جب ترقی کا زمانہ آتا ہے۔ تو پھر بڑی بڑی قیمتیں دیکر خریدتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ کہ پٹھانکوٹ کے ایک دوکاندار کے پاس قادیان کے کسی آدمی نے

کئی من الفضل ردی میں

بیچ دیا۔ جب وہ شخص جس نے یہ اخبار فروخت کیا تھا پکڑا گیا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ یہ اخبار کئی من اس کے پاس پڑا ہے۔ جو اس نے ردی میں لوگوں سے خریدا ہے۔ اگر اس بیچنے والے یا اس کے پاس اخبار بیچنے والوں کو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر ایمان

ہوتا۔ اور اگر انہیں یقین ہوتا۔ کہ آئندہ زمانہ میں احمدیت کو بڑی بڑی ترقیات ملنے والی ہیں۔ تو وہ اسے ردی کے بھاؤ نہ بیچتے۔ بلکہ سنبھال کر رکھتے کہ آئندہ اگر ان کی اولاد میں دین کا جوش نہ بھی ہوا۔ اور اس سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو بھی اس کی قیمت ہزاروں ہزار روپیہ پڑنے والی ہے۔ ہم اس وقت اسے فروخت کرینگے ایسے پڑا رہنے سے ہمارا کیا حرج ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ آپ کے تبرکات لوگوں نے ہزاروں ہزار روپے کو مانگنے شروع کر دیئے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جس کا نام

کعب بن زہیر تھا

یہ شخص مسلمانوں کا سخت مخالف اور جانی دشمن تھا۔ اسلام کے خلاف بہت گندے شعر کہتا۔ اور مسلمانوں پر اپنے اشعار میں طرح طرح کے بیہودہ الزامات لگاتا اور ان کی تشہیر کرتا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ایسے خاص اشخاص پانچ آدمیوں کے متعلق قتل کا اعلان کیا گیا۔ کہ وہ جہاں پائے جائیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ ان میں سے ایک یہ شخص بھی تھا۔ مکہ میں تو وہ رہ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ فتح ہو چکا تھا اور اس میں اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور ملک کے دوسرے علاقوں کو بھی مسلمان فتح کرتے جا رہے تھے وہ ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں مارا مارا پھرتا۔ جب مسلمان اس کے نزدیک پہنچتے۔ تو وہ اگلے قبیلہ میں چلا جاتا۔ آخر ایک قبیلہ کے لوگوں نے اسے کہا۔ کہ تو کب تک اس طرح بھاگتا پھرے گا مسلمان تو دریا کی طرح بڑھے آ رہے ہیں۔ تو کہاں تک بھاگتا جائیگا۔ اس نے کہا پھر کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ تو مدینے جا اور جا کر معافی مانگ۔ اس نے کہا کہ میں نے مسلمانوں پر بہت ظلم کئے ہیں۔ اور میں ڈرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے معاف نہیں کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ کیا یہ تیرے لئے کم شرم ہے۔ کہ قبیلہ قبیلہ میں مارے مارے پھرتا ہے۔ تو جہاں جاتا ہے مسلمان وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر تجھے اگلے قبیلے میں بھاگنا پڑتا ہے۔

اس ذلت سے موت بہتر ہے

آخر اس نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ

کہا۔ اور بھیس بدل کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں جا پہنچا۔ اور عرض کی۔ کہ میں کچھ شعر سنانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سناؤ۔ اس نے شعر سنانے شروع کئے۔ جیسا کہ عرب کے شعرا کا طریق تھا۔ کہ پہلے وہ اپنی معشوقہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد اونٹنی کا ذکر کرتے۔ اور پھر اونٹنی کے ذکر کے بعد اپنے مطلب کی طرف آتے۔ اسی طرح اس نے اپنے قصیدہ کو شروع کیا۔ پہلے تو آہستہ آہستہ شعر سنانے شروع کئے۔ تاکہ کوئی شخص اس کی آواز نہ پہچان سکے ہوتے ہوتے اس کی بناوٹی آواز جاتی رہی۔ اور اصل آواز ظاہر ہو گئی۔ لوگوں نے اس کی آواز پہچان لی۔ لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے

خاموش رہے۔ اسی حالت میں اس نے یہ شعر کہا ؎

انبئت ان رسول اللّٰہ اوعدنی
والعفو عند رسول اللّٰہ مامول

جسکا مفہوم یہ تھا کہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تمہارے محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قتل کا حکم دے دیا ہے مگر میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ مجھے تم یہ تو بتاؤ کہ دنیا میں کوئی شخص محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسا معاف کرنے والا ہے۔ جب اس نے یہ شعر پڑھا تو انصاری لوگوں نے اسے پہچان لیا اور

اپنی تلواریں میانوں سے نکال لیں

لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے کچھ کر نہ سکتے تھے اور منتظر تھے کہ آپ اشارہ کریں تو اس کا سر کاٹ دیں مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے شعر سنتے رہے۔ اس نے کچھ شعر اسلام کی تعریف میں سنائے اور کچھ شعر قرآن کی تعریف میں۔ جب اس نے یہ شعر پڑھا کہ

مھلاً ھداك الذی عطاك نافلة
القرآن فیھا مواعیظ و تفصیل

تو آپ نے

اپنی چادر اتار کر اس پر ڈال دی

پچھلے زمانے میں یہ دستور تھا۔ کہ بادشاہ جسے معاف کرتے اس پر اپنی چادر ڈال دیتے تھے۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا تھا۔ کہ ہم نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اور اب یہ شخص ہماری پناہ میں ہے۔ اسی دستور کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر اس پر ڈال دی۔ جب صحابہ نے یہ نظارہ دیکھا تو انہوں نے اپنی تلواریں میانوں میں رکھ لیں۔ اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ یہ قصیدہ آج تک

قصیدہ بردہ

کہلاتا ہے یعنی وہ قصیدہ جس کے پڑھنے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چادر عطا فرمائی تھی۔ یہ شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا۔ حضرت معاویہ نے اسے اس

چادر کے لئے بیس ہزار دینار

پیش کئے۔ لیکن اس نے دینے سے انکار کیا۔ حضرت معاویہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ کے سالے تھے۔ اور ایک مدت تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر ہی بھی رہے۔ اور ان کے لئے موقع تھا۔ کہ وہ جتنے تبرکات چاہتے جمع کر لیتے۔ کیونکہ ان کی بہن ام حبیبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تھیں۔ اور وہ اکثر اپنی بہن کے پاس آتے جاتے بلکہ اپنی بہن کے پاس رہتے بھی تھے۔

ام حبیبہؓ اور حضرت معاویہ

کی عمر میں کافی فرق تھا۔ ام حبیبہؓ حضرت معاویہ سے عمر میں کافی بڑی تھیں۔ ایک دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے۔ تو حضرت ام حبیبہؓ حضرت معاویہ کو گود میں لٹا کر پیار کر رہی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرمانے کی وجہ سے حضرت معاویہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام حبیبہؓ سے پوچھا۔ کیا یہ تمہیں پیارا ہے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا۔ ہاں یارسول اللہ مجھے پیارا ہے۔ بھائی جو ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تمہیں پیارا ہے تو ہمیں بھی پیارا ہے۔ حضرت معاویہ کے لئے اتنا موقع تھا تبرکات کے جمع کرنے کا۔ اور ضرور انہوں نے تبرکات جمع کئے ہونگے مگر پھر بھی حضرت معاویہ نے اس شخص کو بیس ہزار دینار پیش کئے۔ کہ یہ چادر تم مجھے دیدو۔ لیکن اس نے جواب دیا۔ کہ میں

تبرک کی قیمت

نہیں ڈالوں گا۔ بیس ہزار دینار قریباً ایک لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ اور یہ رقم وہ شخص دے رہا تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا۔ یہ رقم وہ شخص دے رہا تھا۔ جس کے پاس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے تبرکات ہونگے۔ یہ رقم وہ شخص دے رہا تھا۔ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ رقم وہ شخص دے رہا تھا جو آپ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ پس

ابتداء میں بعض چیزوں کی قیمت وقدر

لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے لیکن بعد میں جب ان چیزوں کی حقیقت لوگوں پر واضح ہو جاتی ہے۔ تو وہ لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پس

آج "الفضل" لوگوں کی نظر میں

وہ اہمیت نہیں رکھتا۔ جو آئندہ اس کو حاصل ہونے والی ہے۔ پس اس بارہ میں پھر یہاں کی جماعتوں کو اور دوسرے صوبوں کی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

اخبار کا خریدنا ہر جماعت اور ہر مستطیع کے لئے ضروری ہے

جو ایسا کرتا ہے۔ حبل اللہ کو پکڑنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا اس کا ہاتھ حبل اللہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے جو لوگ اخبار منگوائیں انہیں میں نے کئی بار یہ ہدایت دی ہے۔ کہ

جمعہ کے دن "الفضل" سے میرا خطبہ پڑھ کر سنایا جائے

تاکہ جماعت کو علم ہوتا رہے کہ ان کا امام ان سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں میں

تبلیغ کے متعلق کچھ

کہنا چاہتا ہوں۔ پچھلے سال بھی میں نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی تھی چنانچہ اس سال کُنری میں جلسہ بھی ہوا ہے۔ اور اس جلسہ کے نتیجہ میں کچھ سندھی آدمیوں نے بیعت بھی کی۔ لیکن ابھی

بہت بڑا کام باقی ہے

اور ایک بہت بڑی خلیج ہے جو ہمارے اور سندھیوں کے درمیان حائل ہے۔ اس خلیج کو دور کرنا کوئی آسان کام نہیں اس وقت مسجد میں سو ڈیڑھ سو کے قریب آدمی ہونگے لیکن ان میں سے سندھی کتنے ہیں۔ صرف پانچ چھ ہوں گے۔ ممکن ہے۔ ایک دو اس سے زیادہ ہوں۔ مگر کیا پانچ چھ فیصدی ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہ تعداد صاف طور پر بتاتی ہے۔ کہ ہم اس فرض کے ادا کرنے میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔ اصل میں ہونا چاہئے یہ تھا۔ کہ ۱۵۰ میں سے ۱۳۰ یا ۱۴۰ سندھی ہوتے اور دس پندرہ پنجابی ہوتے۔ اگر یہ حالت ہو جائے۔ کہ ہمارے جلسہ یا جمعہ میں ۱۰۰ میں سے ۹۵ سندھی ہوں۔ اور پانچ دوسرے آدمی ہوں اور ۱۰۰۰ میں سے ۹۵۰ سندھی ہوں اور پچاس دوسرے آدمی ہوں۔ اور ۱۰۰۰۰ میں سے ۹۵۰۰ سندھی ہوں اور ۵۰۰ پنجابی یا دوسرے آدمی ہوں تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ

ہمارا قدم

اب ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ کیونکہ جب سندھ میں کوئی غیر احمدی مولوی لیکچر دے گا تو سننے والے زیادہ سندھی ہوں گے نہ کہ پنجابی۔ اسی طرح ہم جب کوئی لیکچر وغیرہ دیں تو یہ بات ضروری ہے۔ کہ ہمارے لیکچر میں بھی سندھی زیادہ ہوں۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ان کو اپنے قریب کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے نہ سننے کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کو احمدیت سے واقفیت نہیں ہے۔ اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کی خستہ حالی کا علاج اب صرف احمدیت ہی ہے۔ اور یہ تمام بلائیں جو روز بروز مسلمانوں پر وارد ہو رہی ہیں۔ ان کا

واحد علاج احمدیت ہی ہے

تو وہ یقیناً احمدیت کی باتیں بڑے شوق سے سنیں گے۔ سندھ میں ۸۵ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ لیکن حکومت میں زیادہ ہاتھ ہندوؤں کا ہے۔ مسلمانوں میں سے سات مسلمان ہندوؤں کے ساتھ جا ملے ہیں۔ اور مسلمان حکومت ایک تمسخر بنی ہوئی ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہی ہے کہ

مسلمانوں میں اتحاد قائم نہیں رہا

ہے۔ اور اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے غیروں کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں

یہی حالت پنجاب میں ہے

مسلم لیگ کے ۷۵ نمائندے تھے اور اب

تو اسی ہو گئے ہیں۔ لیکن باوجود اسی نمائندے ہونے کے مسلمانوں کو کچھ حل نہیں رہا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے سات آٹھ نمائندے ہندوؤں کے ساتھ جا ملے۔ اور ان سے مل کر گورنمنٹ بنالی۔ یہ تمام حالات اس وجہ سے پیدا ہوگئے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد نہیں رہا۔ اور اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے طاقت اور جتھہ سے محروم ہو گئے ہیں اگر مسلمانوں کی طاقت اور جتھہ ہوتا تو کیا مجال تھی۔ کہ کوئی شخص ان کی بات کو رد کرتا مسلمانوں میں اس وقت یہ

بہت بڑا مرض

پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے ذاتی تعلقات کو قومی مفاد سے مقدم رکھتا ہے۔ اور اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ کہ اس کے اس فعل سے اسلام اور مسلمانوں پر کیا کیا مصیبت آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج

اللہ تعالےٰ اور اس کے دین کو

نہایت ہی حقیر چیزوں کے بدلے بیچا جا رہا ہے۔ کوئی شخص چند روپوں کی خاطر اللہ تعالےٰ کو بیچ رہا ہے۔ اور کوئی شخص آٹے کی خاطر اللہ تعالےٰ کو بیچ رہا ہے۔ اور کوئی شخص ایک لحاف کی خاطر خدا کو بیچ رہا ہے۔ اور کوئی شخص ایک چادر کی خاطر اللہ تعالےٰ کو بیچ رہا ہے۔ اور کوئی شخص چاولوں کی ایک مٹھی کے پیچھے خدا کو بیچ رہا ہے۔ اور کوئی شخص زمین کے لئے خدا کو بیچ رہا ہے۔ غرض

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

اور اس کے غضب سے کوئی خائف نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے احکام کی بے حرمتی کرتے ہوئے اپنے ذاتی مفاد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر شخص اسی نظریہ کا قائل نظر آتا ہے۔ کہ مجھے قومی مفاد سے کیا غرض ہے۔ میرے لئے اپنی دوستیاں ہی کافی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور اس کے رسول کی ناراضگی سے میرا کیا بگڑ سکتا ہے۔ کیونکہ دنیاوی طاقت جس کا نام حکومت رکھا جاتا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ مسلمانوں میں یک جہتی نہ ہونے کی وجہ سے دن بدن زیادہ اختلافات

رونما ہوتے جاتے ہیں۔

ایک مولوی کی رائے کے خلاف

اگر مسلمان لیڈر کوئی بات کریں تو مولوی صاحب اس جماعت سے علیحدہ ہو جاتے اور ہزاروں ہزار آدمی اپنے ساتھ ملا کر ایک نئی پارٹی کھڑی کر دیتے ہیں۔ اگر

کسی لیڈر کی رائے کے خلاف

اکثریت کوئی فیصلہ کر دے تو وہ لیڈر ایک اور جماعت کھڑی کر دیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسلمانوں کا رعب دن بدن اٹھتا جا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کی آواز کا کوئی اثر نہیں۔ جب بھی کوئی بات پیدا ہوتی ہے، تو وہ فوراً ننگے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا فتنہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ کبھی نہ کبھی تمہاری جماعت میں بھی کوئی فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن میں ان اعتراض کرنے والوں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ فتنہ کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ فتنہ پیدا کرنے والے اپنے آپ کو پوشیدہ نہیں رکھ سکے اور ننگے ہو گئے ہیں۔ وہ فتنہ جو اندر ہی اندر کام کرتا رہے وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اس فتنہ سے جو ظاہر ہو جائے۔ پس ان

فتنوں کا ظاہر ہو جانا

بھی ہمارے لئے مفید ہے۔ ان سے ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ دوسرے مسلمانوں میں جب کوئی فتنہ کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔

جمعیۃ العلماء والے

اختلاف پیدا ہونے کی وجہ سے کانگرس کے ساتھ مل گئے اور ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی اپنے ساتھ مسلم لیگ سے نکال کر لے گئے۔ لیکن ہماری جماعت سے جب کوئی مولوی نکلتا ہے۔ تو اکیلا ہی ٹکڑوں کوں کرکے نکل جاتا ہے۔ اور جماعت میں کوئی فتنہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں بیداری ہے۔ اور وہ سمجھتی ہے۔ کہ مولوی ہوگا تو

اپنے گھر ہوگا۔ ہمارا اب اس سے کیا تعلق

افریقہ سے شیخ مبارک احمد صاحب کا خط

آیا ہے۔ جسے پڑھ کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کو ایمان کے کیسے اعلےٰ مقام پر کھڑا کیا ہے۔ شیخ مبارک احمد صاحب نے مجھے لکھا ہے۔ کہ اس علاقہ میں بعض وحشی قبیلہ کے لوگ احمدی ہوئے تھے۔ میں چار پانچ ماہ کے لئے باہر دورہ پر گیا ہوا تھا۔ میرے بعد بعض رئیسوں نے یہ سمجھ کر کہ میں باہر دورہ پر ہوں۔ ان

حبشیوں کو مرتد کرنا چاہا

وہ ان کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا دیکھو فلاں رئیس مرتد ہو گیا ہے۔ فلاں بڑا آدمی مرتد ہو گیا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ سب با اثر اور با رسوخ لوگ ہمارے ساتھ ہیں لیکن انہوں نے جو جواب دیا۔ وہ پڑھ کر مجھے حیرت آتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں کیسا پختہ ایمان عطا کیا ہے۔ وہ نہ کبھی قادیان آئے۔ نہ انہوں نے ہماری کتابیں پڑھیں لیکن جو جواب انہوں نے ان رئیسوں کو دیا۔ اس سے

ان کے ایمان کا پتہ

لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں احمدیت کا پتہ مولوی مبارک احمد صاحب سے لگا ہے۔ لیکن اگر مولوی مبارک احمد صاحب بھی احمدیت سے مرتد ہو جائیں تو ہم ان کی پروا نہیں کریں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ احمدیوں میں کمزور آدمی نہیں ہیں۔ احمدیوں میں بھی کمزور تو ہیں لیکن

آٹے میں نمک کے برابر

بھی نہیں۔ ہم پسے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار آٹے میں سے گندم کا دانہ نکل آتا ہے۔ اس پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ آٹا خراب ہے۔ اسی طرح ہم میں بھی بعض کمزور انسان ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ مجھے شیخ مبارک احمد صاحب کی تحریر

پڑھ کر وجد آ گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایمان میں کس قدر زبردست طاقت رکھی ہے۔ پس احمدیت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے

مسلمانوں میں حقیقی اتحاد

قائم ہو سکتا ہے۔ اور مسلمان تمام مصائب سے نجات پا سکتے ہیں۔ یہ کس قدر ظلم کی بات ہوگی۔ کہ ہم مسلمانوں کی اس خستہ حالی کو دیکھ کر ان کے علاج کی کوشش نہ کریں۔ اور ہم اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو نہیں سکتے۔ جب تک کہ ہم منظم طور پر تبلیغ کے لئے جد و جہد نہیں کرتے۔ اس علاقہ میں ہمارے

ایک یا دو یا چار مبلغ

کیا کام کر سکتے ہیں۔ اور پھر سندھیوں کا خود تبلیغ کرنا ہمارے پنجابی مبلغوں سے بہت زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہر علاقہ کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے کچھ آدمی قادیان بھجوائیں۔ وہ وہاں سے تعلیم حاصل کرکے پھر واپس جا کر اپنے اپنے علاقوں میں تبلیغ کریں۔ اگر

سندھی طلباء قادیان آئیں

اور وہاں سال دو سال رہ کر دینی تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر واپس آ کر سندھ میں تبلیغ کریں۔ تو یہ طریق زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔ ہمارے پنجابی مبلغ کے لئے سب سے بڑی دقت یہ ہوگی۔ کہ وہ زبان نہیں جانتا ہوگا۔ اور اگر وہ سیکھ بھی لے تو اس کا لہجہ سندھیوں سے بالکل جداگانہ ہوگا۔ پنجابی اردو بھی بولے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ پنجابی بول رہا ہے۔ ہمارا پنجابی خواہ کتنی ہی عربی پڑھ لے۔ لیکن جب وہ عربی بولے گا تو یوں معلوم ہوگا کہ گویا وہ پنجابی بول رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بولنے کا دارومدار لہجہ پر ہے۔ مصر کے ایک احمدی دوست قادیان آئے۔ وہ تاجر ہیں۔ کوئی بڑے عالم نہیں ہیں۔ ان کے اعزاز میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ہمارے مبلغین نے عربی میں تقریریں کیں۔ کسی دوست نے ان سے کہا

دیکھا۔

ہمارے عالموں نے بھی عربی میں تقریریں کیں

تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے وہ پنجابی بول رہے ہیں۔ میرا یہ اپنا تجربہ ہے۔ کہ لہجہ کے بدل جانے سے زبان کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انگلستان جاتے ہوئے ہم عدن میں اترے۔ وہاں میں نے ایک عرب دکان دار سے عربی میں کھجوروں کا بھاؤ دریافت کیا۔ اس نے جو جواب دیا میں اسے سمجھ نہ سکا۔ میں نے دوبارہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ میری بات سمجھا نہیں پھر اس سے وہی سوال کیا۔ اس نے پھر مجھے وہی جواب دیا۔ میں پھر اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ اسی طرح دو چار دفعہ ہم میں

سوال و جواب

ہوا۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم مغفور میرے پاس ہی کھڑے تھے۔ وہ اس سوال و جواب کو سن کر بے اختیار ہنسنے لگے۔ میں نے حافظ صاحب سے پوچھا۔ کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ آپ عربی بول رہے ہیں۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ آپ پنجابی بول رہے ہیں۔ اور صرف اندازہ لگا کر جواب اردو میں دے رہا ہے۔ لیکن آپ اس کے لہجہ کی وجہ سے سمجھ رہے ہیں کہ وہ عربی بول رہا ہے۔ لیکن ایسی خراب زبان بول رہا ہے۔ کہ آپ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ حالانکہ وہ عربی نہیں اردو میں جواب دے رہا ہے۔ پس

لہجوں کا فرق

بہت بڑا فرق ہے۔ ایک سندھی جب سندھی زبان بولے گا۔ تو وہ سندھی ہی ہو گی۔ لیکن ایک پنجابی جب سندھی زبان بولے گا تو وہ سندھی پنجابی معلوم ہو گی۔ پس اگر ان لوگوں میں تبلیغ کی جائے۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ بہت جلد وہ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ لوگ مذہبی جذبات رکھتے ہیں۔ خصوصاً گاؤں کے لوگوں کے جذبات تو بالکل مذہبی ہیں۔

حروں نے جو قربانی مذہبی جذبات کے ماتحت کی ہے

وہ کسی اور صوبہ کے لوگوں میں نظر نہیں آتی۔ ان کی عورتوں اور ان کے مردوں نے

ایک شاندار قربانی کا مظاہرہ

کیا۔ اگر یہ لوگ احمدیت قبول کر لیں۔ تو وہ اس سے بڑھ کر قربانی کا نمونہ دکھا سکتے ہیں۔ پس سندھیوں میں تبلیغ کرنے کیلئے یہ بہت ضروری بات ہے۔ کہ ہر سال کچھ سندھی طالب علم قادیان جائیں اور سال دو سال کی تعلیم کے بعد واپس آکر سندھیوں میں تبلیغ کریں۔ اس وسیع علاقے میں جس کی آبادی ساٹھ ستر لاکھ ہے۔ اور جس کے سات ضلعے ہیں۔ ہمارے ایک یا دو مبلغ کیا کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی شخص

دریا کو روکنے کے لئے

اس کے دہانہ میں گندم کا دانہ رکھ دے اور سمجھ لے کہ دریا رک جائے گا۔ ایسا کرنے والے کو سب لوگ بے وقوف خیال کریں گے۔ اگر دریا کو روکنا ہو۔ تو اس کے مطابق انتظامات کرنے پڑتے ہیں ہم نے

قادیان کے ارد گرد

تھوڑے سے علاقہ میں پندرہ بیس مبلغ رکھے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ تھوڑے معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگر ہم سندھ میں مؤثر طور پر تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا یہی ذریعہ ہے۔ کہ ہر سال کچھ طالب علم قادیان جائیں۔ اور ان کو ضروری مسائل سکھا کر یہاں مقرر کر دیا جائے۔ اور اگر کسی بڑے مولوی سے ٹکر ہو جائے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مولوی غلام احمد صاحب کو یا اور جو مبلغ یہاں ہو۔ اسے بلا لیا جائے۔ تبلیغ کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ انسان بہت بڑا عالم ہو۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انسان کے اندر

تبلیغ کے لئے جوش

ہو۔ صرف پڑھائی کچھ کام نہیں آتی۔ جب تک کہ اس کا استعمال نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ زراعت کے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں سے بسا اوقات معمولی معمولی زمیندار بعض باتوں میں زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دن رات کام کرنے کی وجہ سے ان کا تجربہ صرف کتابی علم رکھنے والوں سے بعض باتوں میں بڑھ جاتا ہے۔

ہمارے ایک احمدی دوست

جن کا نام شیر محمد تھا۔ اور وہ بنگہ کے رہنے والے تھے۔ یکہ چلایا کرتے تھے۔ وہ بالکل ان پڑھ تھے۔ لیکن ان کے ذریعہ اتنے احمدی ہوئے کہ کئی مبلغ بھی ان سے پیچھے ہیں۔ اس وقت سلسلہ کا اخبار الحکم ہی تھا۔ اور ہفتہ وار نکلتا تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ لیکن الحکم باقاعدہ منگواتے تھے۔ اخبار پاس رکھتے۔ جب یکہ چلاتے تو یکہ میں بیٹھنے والوں سے پوچھ لیتے۔ کہ آپ میں سے کوئی پڑھا ہوا ہے۔ جو شخص کہتا کہ میں پڑھا ہوا ہوں۔ اسے اخبار دیتے اور کہتے یہ پرچہ میرے نام آیا ہے ذرا پڑھ کر سنا دیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ سفر میں انسان کو دھکے لگتے ہیں۔ اور ہر ایک سواری دوسری سواری سے اجنبی ہوتی ہے۔ گھر سے باہر ہونے کی وجہ سے طبیعت اداس ہوتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں اخبار مل جائے تو طبیعت بہل جاتی ہے پس ہر شخص اس بات پر راضی ہو جاتا۔ وہ ٹائیٹل پیج سے شروع کراتے اور آخر تک پڑھوا کر چھوڑتے۔ درمیان میں خود ہی سوال کرتے چلے جاتے کہ یہ بات کس طرح لکھی ہے۔ پڑھنے والا پھر اسے دوبارہ پڑھتا۔ وہ ایک ایک بات پر سوال کر کے اسی طرح بار بار دہرواتے کہ مسئلہ سننے والوں کے ذہن نشین ہو جاتا۔ اور جب سواریاں ٹانگہ سے اترتیں۔ تو بعض ان میں اسی وقت کہہ دیتیں کہ میرا بھی

بیعت کا خط

لکھوا دیں۔ اور بعض پتہ لے کر چلے جاتے اور بعد میں خود تحقیق کر کے احمدی ہو جاتے جب ان کی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت تک پندرہ بیس آدمی ان کے ذریعہ احمدی ہو چکے تھے۔ اور اس کے بعد وہ پندرہ بیس سال تک زندہ رہے اور اس عرصہ میں بھی کئی آدمی ان کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ اور پھر ان کے ذریعہ سے آگے احمدیت پھیلی۔ اگر کوئی آدمی کام کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے تعلیم کی کمی روک نہیں ہو سکتی۔ پس ہماری جماعت کو یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ خدا تعالیٰ نے

ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری

ڈالی ہے۔ اس لئے اسے اپنے مقصد کو ہر وقت مدنظر رکھنا چاہئیے۔ اور اس کا تمام تر انہماک دنیاوی مشاغل میں ہی نہیں ہونا چاہئیے۔ کہ دین کی خدمت کے لئے کوئی وقت نہ بچے۔ جس طرح زمیندار کو کوئی کام کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو وہ کہہ دیتا ہے کہ مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں۔ لیکن جس دن اس کی بیوی یا اس کا بیٹا بیمار ہو جائے تو اسے ان کے علاج معالجہ کے لئے فرصت مل جاتی ہے۔ جس طرح اپنے مال سے

ہر احمدی پر چندہ دینا فرض ہے

اسی طرح اس پر یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ وقت کا بھی چندہ دے۔ اپنے اخلاق کا بھی چندہ دے۔ اپنے علم کا بھی چندہ دے۔ اور ہر قسم کی بد دیانتی بے ایمانی اور جھوٹ سے اجتناب کرے جو شخص ان چیزوں سے اجتناب نہیں کرتا۔ اس کا مالی چندہ دینا اسے کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

اس زمانہ میں جھوٹ

اس قدر عام ہو گیا ہے۔ کہ اس کی تعریف ہی بدل گئی ہے۔ ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ مگر سمجھتا یہ ہے کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اسی الیکشن کے سلسلہ میں ایک صاحب مجھے ملنے کے لئے آئے ان کے ساتھ ہمارے وہاں کے امیر جماعت بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تعریف شروع کی۔ کہ میں بہت راست باز ہوں آپ کے امیر صاحب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں۔ مجھے احمدیوں کے ووٹوں

کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ امیر صاحب سے میرے تعلقات ہیں۔ میں نے امیر صاحب سے کہا۔ کہ آپ لوگوں سے میرے تعلقات ہیں۔ اس لئے آپ لوگ مجھے ہی ووٹ دیں۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ میں نے مسلم لیگ کو آپ سے وابستہ کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کے ایک بڑے لیڈر سے ملا اور ان سے کہا۔ کہ آپ احمدیوں کو خوش کریں۔ ورنہ ہمارا جیتنا محال ہے اور میں نے کہا کہ میرے حلقہ میں ۱۳۲۷ ووٹ احمدیوں کے ہیں۔ اگر وہ ووٹ مجھے نہ ملیں۔ تو میں جیت نہیں سکتا۔ اس لئے آپ لوگ احمدیوں کو خوش کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ میں نہیں جانتا۔ کہ احمدیوں کے ووٹ میرے علاقہ میں ایک ہے یا دو ہیں یا دس ہیں یا بیس ہیں۔ لیکن میں نے ۱۳۲۷ اس لئے بتائے۔ کہ ان پر رعب پڑے۔ اور تیرہ سو کے اوپر ۲۷ کا عدد اس لئے بڑھایا۔ کہ انہیں یقین ہوجائے۔ کہ یہ گن کر آیا ہے۔ یونہی اندازہ سے نہیں بتا رہا۔ اب دیکھئے۔ کہ وہ اسی مجلس میں اپنے سچا ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ اور اسی مجلس میں اپنا جھوٹ بیان کر رہے تھے۔ لیکن ہماری جماعت کی یہ حالت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ ہماری حالت ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ دوسر لوگ ہمارے نمونہ سے متاثر ہوں۔ مومن کیلئے سچ بہت پیاری چیز ہے۔ اور وہ اس کو کسی حالت میں چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اگر ہماری جماعت

سختی کے ساتھ سچ پر کاربند

ہو جائے۔ تو ساری تبلیغ خود بخود ہو جاتی ہے۔ جب لوگ دیکھیں گے۔ کہ یہ لوگ دنیاوی معاملات میں سچ بولتے ہیں۔ تو سمجھیں گے۔ کہ دینی معاملات میں بھی سچ ہی بولتے ہونگے۔ پس ہماری جماعت کو

تبلیغ کے تمام ذرائع

کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے احمدیت کی ترقی کے ذرائع پیدا کر دیئے ہیں۔ اور دن بدن زیادہ پیدا کرتا جا رہا ہے۔ اور دنیا میں ایک تزلزل پیدا ہو چکا ہے۔ اس وقت موقع ہے۔ کہ اسلام پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ پس دوستوں کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کی تمام کمزوریوں کا سدباب کرکے اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کے سامان پیدا کرے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخلہ یکم اپریل سے شروع ہوگا

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے سالانہ امتحانات ختم ہو چکے ہیں۔ یکم اپریل سے انشاءاللہ نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی توجہات کے نتیجہ میں اساتذہ نہایت تندہی سے کام کرتے ہیں۔ اور اپنے آقا کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ انشاءاللہ تعالےٰ ان کی یہ کوششیں بارآور ہوں گی۔ اور آئندہ انشاءاللہ بہتر نتائج پیدا ہوں گے۔

ہمیں احباب سے شکوہ ہے۔ کہ اس وقت تک الاماشاءاللہ اس سکول میں داخل ہونے کیلئے باہر سے ایسے ہی طلبہ آتے رہے ہیں۔ جن کا تعلیمی اور اخلاقی معیار نہایت ہی پست ہوتا ہے الاماشاءاللہ۔ اساتذہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود ایسے طلباء کے معیار تعلیمی کو زیادہ بلند کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ قومی ادارہ ہونے کی وجہ سے ہم کسی طالب علم کو داخل کرنے سے انکار تو نہیں کرتے لیکن احباب کرام سے اس امر کی توقع ضرور رکھتے ہیں۔ کہ اچھے طالب علموں کو بھی اس ادارہ میں داخل ہونے کے لئے بھیجیں۔ تاکہ وہ اساتذہ کی کوششوں سے یونیورسٹی کے امتحان میں زیادہ اعلیٰ معیار پر کامیابی حاصل کرسکیں۔

(سید محمود اللہ شاہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

نادہندگان چندہ کے اخراج کے متعلق اعلان

اس سے پیشتر متعدد بار اخبار الفضل میں احباب نادہندگان کے متعلق اعلان کرایا جا چکا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعتہائے کے ذمہ وار عہدیداران اور نادہندگان نے اب تک پورے طور سے عمل نہیں کیا۔ لہذا پھر جماعتوں اور نادہندگان کی آگاہی اور خاص توجہ کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور بعض نادہندگان کا معاملہ پیش کئے جانے پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ "ایسے کیسوں میں جماعتہائے متعلقہ کو ہدایت دی جائے۔ کہ وہ اس قسم کے نادہندوں کے متعلق نظارت امور عامہ میں رپورٹ کرے۔ تا ان کو جماعت سے خارج کیا جائے۔"

نیز فرمایا۔ کہ "جب تک ایسے لوگوں کو باقاعدہ طور پر نظارت امور عامہ کی معرفت جماعت سے خارج نہ کر لیا جائے۔ تب تک وہ جماعت کے ممبر سمجھے جائیں گے۔ اور ان سے وصولی چندہ کا مطالبہ نظارت بیت المال کی طرف سے قائم رہے گا۔"

اس لئے عہدیداران مقامی کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اگر ان کی جماعت میں ایسے دوست ہیں۔ جو باوجود ہر قسم کی کوشش کے چندہ کے تارک ہی رہیں۔ تو ان کا معاملہ جماعت کی مجلس عاملہ میں پیش کر کے اس رپورٹ کے ساتھ نظارت امور عامہ میں بھجوائیں۔ تا ان کے جماعت سے اخراج کا فیصلہ کیا جا سکے۔ اور جب تک ان کے اخراج کا فیصلہ جماعت مقامی نظارت امور عامہ سے نہیں کروا لیتی۔ اس وقت تک جماعت سے چندہ کا مطالبہ قائم رہے گا۔ (ناظر بیت المال قادیان)

وقف جائیداد کی تحریک ایک کروڑ ۳۵ لاکھ تک پہنچ چکی ہے

کم از کم پانچ کروڑ تک پہنچائی جائے

وقف جائیداد کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اسوہ حسنہ یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے حضور نے اپنی جائیداد اسلام کی اشاعت کے لئے وقف فرمائی۔ اور عہد کیا۔ کہ جب سلسلہ کو جائیداد کی ضرورت ہوگی۔ حضور اپنی جائیداد اسلام کی اشاعت کے لئے پیش کر دیں گے۔

اس وقت تک جس قدر جائیداد وقف ہو چکی ہے۔ اور جس کی تفصیل دفتر ہذا کو موصول ہو چکی ہے۔ اس کی مالیت ایک کروڑ پینتیس لاکھ روپیہ ہے۔ مگر جماعت احمدیہ کے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے فرمایا ہے۔ "میں چاہتا ہوں۔ کہ اس تحریک کو کم سے کم پانچ کروڑ تک پہنچایا جائے۔ تا اگر کسی وقت دو فیصدی کا مطالبہ بھی کیا جائے۔ تو کم از کم دس لاکھ روپیہ وصول ہو سکے۔" سرگودھا۔ لائل پور۔ منٹگمری۔ ملتان کی جماعتوں کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ان جماعتوں سے اگر وقت توجہ کر کے لی جائیں۔ تو بہت جلد وقف جائیداد کا فنڈ دو کروڑ تک پہنچ سکتا ہے۔ جہاں سرگودھا۔ لائل پور۔ منٹگمری۔ ملتان کی جماعتیں اپنی جائیداد بہت جلد وقف کر کے اس فنڈ کو دو کروڑ تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ وہاں دوسرے اضلاع کی جماعتیں کوشش کریں کہ اس فنڈ کو پانچ کروڑ تک پہنچا دیں۔ (انچارج تحریک جدید)

ہندو اور سکھ بزرگوں کے نزدیک

رشتہ داروں میں بیاہ شادی جائز ہے

بعض ہندو اور سکھ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں رشتہ داروں یعنی چچا۔ ماموں۔ پھوپھی اور خالہ کی لڑکی سے شادی کیوں جائز قرار دی گئی ہے گویا ان کے نزدیک اس قسم کی شادی درست نہیں۔

مگر معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس قسم کے نکاحوں کا جواز اسلام سے قبل کے مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور خود ہندو بھائیوں کے پراچین بزرگوں کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ہندو سری کرشن جی مہاراج کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں سناتن دھرمی تو اُن کو خدا کا اوتار تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی اُن کے نزدیک خداوند تعالےٰ نے خود ہی انسانی تشکل اختیار کر کے کرشن کے روپ میں ظاہر ہُوا۔ آریہ سماجی بھی ان کی عزت کرتے ہیں "مہان پرش" اور "یوگیشور کرشن" وغیرہ کہتے ہیں۔ مشہور آریہ سماجی لیڈر لالہ لاجپت رائے تحریر فرماتے ہیں "کرشن مہاراج نہ فقط سچے عشق اور محبت اور ریتا کا ہی نمونہ تھے بلکہ وہ دھرم کے اُپدیشٹا بھی تھے انہوں نے ایسے وقت میں جنم لیا جبکہ ویدک دھرم کی ناؤ ایک طرف جھوٹے ویراگ اور دوسری طرف ملحدانہ خیالات و فلاسفی کی لہر میں بہی ہوئی جا رہی تھی اور دھرم کی میزان ایسے ہو کر برقرار قائم نہ تھی۔ کبھی جھوٹے ویراگ کا اور کبھی ملحدانہ خشک فلاسفی کا پلڑا بھاری ہو جاتا تھا۔ ویراگ اور اس فلاسفی کو عدل میں رکھنا ناممکن تھا۔ اور چونکہ اُن کو ایسے وقت میں دھرم کا اُپدیش کرنا پڑا۔ اس لئے ان کا جیون ایک اعلیٰ دھرم کی اپدیشٹا کا آدرش ہے" (سری کرشن اور ان کی تعلیم صلا) اس سے ظاہر ہے کہ سری کرشن جی مہاراج کو نہ صرف سناتن دھرمیوں میں ہی عقیدت حاصل ہے۔ بلکہ آریہ سماجیوں میں بھی ان کو عزت اور عظمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اب دیکھئے ہندو صاحبان کی تاریخی کتب میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ کہ حضرت کرشن علیہ السلام نے خود اپنی حقیقی بہن سبھدرا کی شادی اپنی حقیقی پھوپھی کے لڑکے ارجن سے کی۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے صاحب نے سری کرشن جی کا شجرہ نسب تحریر کرتے ہوئے کرشن جی کے بزرگوار والد واسدیو جی کو اور ارجن کی والدہ ماجدہ کنتی کو حقیقی بہن بھائی بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو سری کرشن اور اُن کی تعلیم ص۵۳) نیز لالہ صاحب موصوف نے اپنی اسی کتاب کے ص۱۱۵ پر اس شادی کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے سر انجام دینے میں سری کرشن جی کا بہت بڑا دخل بیان کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ :۔ "جب کرشن جی نے اس ارجن کو یہ بتلایا۔ کہ سبھدرا ان کی بہن ہے۔ تو ارجن اس امر پر اصرار کرنے لگا۔ کہ اس کی شادی سبھدرا کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ کرشن جی بھی دل سے تو یہ چاہتے تھے۔ کہ یہ سمبندھ (رشتہ) ہو جائے۔ کیونکہ اُن کو یقین تھا۔ کہ ارجن یگانہ کمالاتی آدمی ہے۔ اور اس کے ساتھ اس قسم کا رشتہ پیدا کرنا باعث فخر اور خوشی ہے" (سری کرشن اور ان کی تعلیم ص۱۱۲)

سری کرشن اور ارجن جی کی مندرجہ بالا گفتگو ظاہر کرتی ہے۔ کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے پراچین بزرگوں اور اوتاروں کے زمانہ میں ماموں کی لڑکی سے شادی کرنے کا رواج تھا۔ اگر اس قسم کی شادی ویدک تعلیم اور تہذیب کے خلاف ہوتی۔ تو ارجن جی اپنی ماموں زاد بہن سے شادی کرنے کے لئے سری کرشن جیسے مقدس انسان کے سامنے اصرار نہ کرتے نیز سری کرشن جی بھی دل سے اس قسم کے رشتہ کے خواہشمند نہ ہوتے۔ اور نہ اس کو باعث فخر اور خوشی خیال کرتے کہ ان کی حقیقی بہن پھوپھی زاد بھائی سے بیاہی جائے۔ نیز ارجن جی اور سبھدرا کی اس شادی پر تمام رشتہ داروں کا رضامند ہونا اور اس شادی میں شامل ہونا بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُن سب کے نزدیک اس قسم کی شادی ویدک تعلیم کے خلاف نہ تھی اور پراچین زمانہ میں اس کا عام رواج تھا۔ آج اگر ہمارے ہندو بھائی اس قسم کی شادیوں کو قابل اعتراض تصوّر کرتے ہیں۔ تو اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ وہ اپنے پراچین رشیوں اور اوتاروں کا مسلک بھول چکے ہیں۔ سری کرشن جی کا یہ فعل ایسا ہے۔ جس سے کسی بھی ہندو بھائی کو انکار نہیں ہو سکتا اور خود سری کرشن جی کا ارشاد ہے کہ میں دھرم کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں (ملاحظہ ہو گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۸) اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ جو لوگ میرے نقش قدم پر چلیں گے۔ وہی کامیاب ہوں گے۔ (ملاحظہ ہو گیتا ادھیائے ۸ اشلوک ۲۲) اور جو لوگ میرے مسلک اور تعلیم سے منحرف ہوں گے وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں گے (ملاحظہ ہو گیتا ادھیائے ۸ اشلوک ۵۹)

پس کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سری کرشن جی کا یہ فعل دھرم کے خلاف تھا اس لئے ہمارے معترض بھائیوں پر واضح رہے۔ کہ مسلمانوں کا رشتہ داروں میں شادیاں کرنا قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو نہ صرف اسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے بلکہ ہمارے ہندو بھائیوں کے پراچین رشیوں اور اوتاروں کے مسلک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے عجیب بات یہ ہے کہ ہم لوگ اس مسئلہ میں سری کرشن جی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مگر وہ جو سری کرشن کے نام لیوا کہلاتے ہیں معترض ہو رہے ہیں۔

ارجن جی اور سبھدرا کی اس شادی کا ذکر ہندو بھائیوں کی مشہور کتاب مہابھارت میں بھی ہے۔ چنانچہ پنڈت عرفا کانت صاحب تریاٹھی ہندی مہابھارت میں تحریر فرماتے ہیں۔ "ارجن کو ملا کر بلرام جی نے سبھدرا کے ساتھ ودھی وت (باقاعدہ) وواہ کر دیا..... ارجن کے وواہ میں سری کرشن چندر اُن کے سہایک (مددگار) ہوئے تھے نہیں تو سبھدرا تو ارجن جی کی بھی ممیری (ماموں زاد) بہن تھی۔ مہابھارت ہندی آدپرب ص۱۷۳)

ہمارے سکھ بھائیوں کی کتب میں بھی سری کرشن جی کو خاص مقام حاصل ہے۔ بلکہ گورو گرنتھ صاحب کے ص۱۳۹۰ (جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۸) پر حضرت باوا نانک صاحب کو سری کرشن کا اوتار قرار دیا گیا ہے۔ نیز گورو گرنتھ صاحب میں بعض مقامات پر سری کرشن جی کی اس قدر مدح کی گئی ہے۔ کہ بھیڑ کی اُس اون کو بھی مقدس تسلیم کیا گیا ہے۔ جس سے سری کرشن جی کے لئے کمبل تیار ہُوا (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب ص۹۸۸) اس کے علاوہ دسم گرنتھ میں بھی مرقوم ہے کہ :۔ "تبھی کرشن ہوئے کے کنس کیسی بھایو" یعنی اے خداوند تو نے ہی کرشن بن کر کنس اور کیسی کو مارا تھا۔ نیز اس دسم گرنتھ میں ارجن جی کو بھی اوتار ہی ظاہر کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے

اب بائیسوں گنو اوتارا
جیس روپ کہیو دھر دمرارا
نر اوتار بھیو ارجنا
جنہہ جیتے جگ کے بھٹ جنا
(دسم گرنتھ ص۱۵۱)

یعنی۔ اب ہم بائیسویں اوتار کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ نر اوتار ارجن تھا جس نے بڑے بڑے بہادروں کو نیچا دکھایا تھا۔ ارجن اور سبھدرا کی اس شادی کا تذکرہ بھی سکھ کتب میں موجود ہے

چنانچہ سری گرنتھ صاحب کے صفحہ ۵۰۰ پر ارجن جی کی سبھدرا سے شادی واضح الفاظ میں سری کرشن جی کی کوشش اور امداد سے ہونا بیان کی گئی ہے۔ نیز دسم گرنتھ صاحب میں ارجن جی کی والدہ ماجدہ کو سری کرشن کی حقیقی پھوپھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۵۰ و صفحہ ۵۵۵

اس کے علاوہ سکھوں کے مشہور مؤرخ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-
"ارجن پانڈو جو اس کی پھوپھی کا لڑکا تھا اور جیا ہوا جوان ششتر ودیا میں بہت مشہور تھا۔ اس سے اپنی بہن سبھدرا کو بیاہ کر اپنا دوست اور مددگار بنا لیا۔"
(تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۳۷)

اس کے علاوہ ارجن اور سبھدرا کی یہ شادی سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ نے بھی اپنی مشہور و معروف تصنیف مہان کوش (Encyclopaedia of Sikh Litrature) صفحہ ۶۲۹ پر بیان کی ہے۔

ایک سکھ ودوان سنت دیال سنگھ صاحب تو یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ ارجن جی اور سبھدرا کی اس شادی کو مدنظر رکھ کر موجودہ زمانہ کے سکھ اس قسم کے رشتہ داروں میں شادیوں کا رواج جاری کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سنت صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:-
"موجودہ زمانہ کے سکھ ارجن۔ سری کرشن جی کی پھوپھی کے لڑکے کی شادی سبھدرا کرشن کی بہن سے ہوئی مدنظر رکھ کر گورمت میں بھی جاتی وغیرہ کے بھید کو مٹانا اچھا سمجھتے ہیں۔"
(دیباچہ نانک دا نرمل پنتھ گورمکھی صفحہ ۸)

اس کے علاوہ سنت صاحب موصوف نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے۔ کہ شاہ پور اور خوشاب وغیرہ کے علاقہ کے سکھ صاحبان میں اس قسم کے رشتہ داروں میں شادیوں کا عام رواج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-
"شاہ پور خوشاب کے علاقہ میں سکھ سیوکوں کی شادیاں قریبی رشتہ داروں میں عام ہوتی ہیں۔"
(دیباچہ نانک دا نرمل پنتھ گورمکھی صفحہ ک)

ان حوالوں کا خلاصہ یہی ہے کہ جن دوستوں کے نزدیک ہم مسلمانوں کا رشتہ داروں میں شادیاں کرنا قابل اعتراض ہے۔ وہ اپنے پراچین بزرگوں اور رشیوں کے مسلک کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ ورنہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔ کہ پراچین زمانہ میں اس قسم کی شادیوں کا عام رواج تھا۔ اور ہمارے بعض سکھ بھائی تو آج بھی اس مسلک پر گامزن ہیں۔ جیسا کہ سنت دیال سنگھ صاحب کی تحریر سے ظاہر ہے۔ ورنہ گورو گرنتھ صاحب تو بیاہ شادیوں کے مسئلہ میں بالکل ہی خاموش ہے۔ اس سے تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ گورمت میں کن عورتوں سے بیاہ کرنا جائز ہے۔ اور کن سے ناجائز۔

—— عباد اللہ گیانی قادیان ——

فوری ضرورت

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں مندرجہ ذیل قابلیت کے اساتذہ کی فوری ضرورت ہے ایسے احباب جو دین کی خدمت کا جوش رکھتے ہیں۔ اپنی درخواستیں بمعہ کوائف ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام فوراً بھجوا دیں۔

(۱) چند بی اے بی ٹی یا بی اے ایس اے وی
(۲) ایک دینیات کا مدرس۔ جو دینیات اور عربی کے مضامین پڑھا سکے مولوی فاضل میٹرک کو ترجیح دی جائیگی۔ (۳) اچھی صحت والا ٹرینڈ نوجوان ڈرل ماسٹر (۴) کلرک جو ... ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

گمشدہ لڑکا

ایک لڑکا مسمی نور احمد ولد بہاول شیر صاحب ساکن کوٹ رحمت خان ضلع شیخوپورہ چار پانچ روز سے غائب ہے۔ قادیان میں اس کی سکونت مرزا عبد الرؤف صاحب مالک دارالفضل میڈیکل ہال کے مکان کے ایک حصہ میں تھی۔ لڑکے کی عمر گیارہ سال کے قریب ہے۔ رنگ پکا۔ گلے میں کھدر کا پھٹا ہوا کرتہ۔ تہبند پھٹی ہوئی کھدر کی۔ ایک کھدر کی چادر اوڑھنے کے لئے اس کے پاس ہے پاؤں میں پرانی جوتی ہے۔ بال انگریزی فیشن کے ہیں۔

زمین یا مکان خریدنے والے احباب کے لئے ضروری مشورہ

قادیان دارالامان کے برکات سے مستفید ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت قادیان کی بستی جو ترقی کر رہی اور وسیع ہو رہی ہے اس میں شریک ہونے کے لئے احباب جماعت یہاں زمینیں یا مکان خریدتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بارے میں اکثر دوست ضروری احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ اور اس وجہ سے بعض اوقات صرف خود ہی نقصان نہیں اٹھاتے۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی مشکلات کا باعث بن جاتے ہیں۔

بیرونی دوستوں کی ناواقفیت کی وجہ سے قادیان میں سکنی اراضی اور مکانات کی قیمتیں غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہیں جو اس وجہ سے متفرق نقصان اٹھاتا ہے۔ بلکہ ایسے سودوں کو مثال قرار دے کر دوسرے لوگ بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ بازار کے بھاؤ سے زیادہ روپیہ خرچ کریں یہ طریق بھی اگرچہ بیرونی دوستوں کے مالی نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔ لیکن جو بات موجب فساد اور فتنہ ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ بیرونی خریدار اپنے اخلاص کی وجہ سے زمین خریدتے وقت یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کہ بائع اس زمین کا مالک یا مالک کا قانونی مختار بھی ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ جس زمین کو وہ خرید رہے ہیں۔ وہ کسی دوسری جگہ فروخت تو نہیں ہو چکی۔

پس ان حالات میں دوستوں کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ بوقت خرید وہ مندرجہ ذیل امور کے متعلق ضرور اطمینان کر لیا کریں۔

(۱) جب کوئی زمین یا مکان خریدا جائے۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے۔ کہ زمین کی صورت میں کاغذات مال میں اور مکان کی صورت میں کاغذات مال اور ٹاؤن کمیٹی قادیان کے رجسٹروں میں سودا کرنے والا اس کا مالک بھی درج ہے یا نہیں۔

(۲) اگر سودا کرنے والا کسی کا مختار بن کر سودا کر رہا ہو۔ تو یہ اطمینان کر لیا جاوے کہ وہ قانونی طور پر مقرر کردہ مختار ہے۔ یا نہیں۔ زبانی مختار بننا کچھ حقیقت نہیں رکھتا

(۳) جب ان احتیاطوں کے ساتھ سودا قرار پا جائے۔ تو اس کی رجسٹری قانونی طور پر کرائی جائے۔ سادہ تحریر یا زبانی گفتگو کو کافی نہ سمجھا جائے۔

(۴) اس بات کا پورے طور پر اطمینان کر لیں کہ ان سے زیادہ قیمت تو نہیں لی جا رہی۔

میں نے ان امور کا ذکر احباب جماعت کے مفاد کے پیش نظر کرنا ضروری سمجھا ہے نیز اس لئے بھی۔ کہ بعض لوگوں نے میری طرف سے زمینیں فروخت کیں۔ حالانکہ مجھے ان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ اور نہ مجھ سے خریدنے والوں نے کوئی ذکر کیا۔ مگر پھر وہ شکایتیں لے کر میرے پاس آئے حالانکہ صاف بات ہے۔ کہ میں ایسی تحریر کا اور خرید و فروخت کا قطعاً ذمہ وار نہیں ہو سکتا۔ ہماری مشترکہ جائداد کا انتظام اخی المکرم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کی فروخت کے ساتھ میرا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔ پس احباب کو اس بارے میں پوری پوری احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ تا بعد میں انہیں تکالیف اور نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ خرید و فروخت کے معاملہ میں پہلے محض حسن ظنی سے اعتبار کر لینا اور پھر شکایات کرنا قطعاً درست طریق عمل نہیں۔ دوستوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے کسی قادیان کے دوست کے ذریعہ مندرجہ بالا امور کی پوری تحقیق کروا لیا کریں۔ یا نظارت امور عامہ کے ذریعہ۔ یہ سطور میں نے اپنی ذاتی حیثیت سے لکھی ہیں۔ اور اس بات سے مجبور ہو کر لکھی ہیں۔ کہ بعض احباب جنہوں نے ضروری امور کو مدنظر نہ رکھا اپنی مشکلات کا موجب مجھے قرار دیتے رہے ہیں:- (خاکسار مرزا شریف احمد)

نوٹ:- اگر کسی دوست کو ملا ہو۔ یا کسی کو اس کا پتہ ہو۔ تو براہ کرم بذریعہ تار مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو اطلاع دیں۔ نیز جملہ پریس اپنے طور پر اس کی تلاش کریں۔ اعجاز احمد معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

وصیت

نوٹ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۳۳۸ء - منکہ بیگم النساء زوجہ مرزا محمد اسماعیل صاحب قوم ستوہرے راجپوت عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن بھاٹی گیٹ محلہ پٹرنگاں لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میرا حق مہر مبلغ دوصد روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ پانچ سو روپیہ جو میرے زیورات کا ہے۔ وہ بھی بذمہ میرے خاوند کے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کرونگی یا میرے مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں مذکورہ بالا وصیت کی باقساط یا یکمشت ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ الامتہ بیگم النساء موصیہ۔ گواہ شد مرزا محمد اسماعیل خاوند موصیہ۔ گواہ شد معراج دین پہلوان

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت صاحب سب جج بہادر درجہ اول سرگودہا
دعویٰ دیوانی ۷۳ ؍ ۱۹۴۵ء
ملک گوبندرام ولد ملک گیان چند
ذات کھتری سکنہ سرگودہا مدعی بنام انعام احمد
مالک کلکتہ ہاوس۔

دعوےٰ فسخ شراکت و فہمید حساب
بنام انعام احمد ولد فضل احمد ذات صدیقی سکنہ حیدر آباد سندھ معرفت تار آفس مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ انعام احمد مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوشی ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر انعام احمد مذکور تاریخ ۴ ؍ ۶ ماہ ۱۹۴۶ء کو بمقام سرگودہا حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ۲۲ ماہ ۳ ۱۹۴۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

تارک افیون

مدک و چانڈو افیون کی تباہ کاریاں ظاہر ہیں لوگ اس کو کبھی استعمال کرکے اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں تباہ کرتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کی امنگوں کو یاس و حسرت سے بدلتے ہیں۔ غرضکہ افیون کا استعمال ہر صورت میں برا ہے اور افیون کو کھا کر اپنے روپے کو برباد کرتے ہیں اس دوا کے استعمال سے افیم مدک چانڈو ہمیشہ کے لئے چھوٹ جائیگی یہ نہایت مجرب دوا ہے اس دوا سے نہ آنسو بہتے ہیں نہ ناک بہتی ہے۔ نہ جماہی آتی ہے نہ پیٹ میں مروڑ ہوتا ہے نہ ہاتھ پیر دکھیں درد ہوتا ہے پانچ روز میں چھوٹ جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپے:۔ پتہ
مولوی حکیم ثابت علی پنجر بان محمود نگر ۵ لکھنؤ

محافظ دندان — منجن لاجواب

جس میں دو سو ستر ۲۷۰ روپے سیر کا اصلی عنبر قرحا اور دو سو پچاس ۲۵۰ روپے سیر کی اصلی مصطگی رومی وغیرہ بیش قیمت اجزاء شامل ہیں دانتوں کو مضبوط اور موتیوں کی طرح چمکدار بنا دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ منیجر طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان۔

روپیہ کماؤ ——— امیر بن جاؤ

روپیہ کمانے۔ کاروبار بڑھانے کے لئے ہر ماہ ماہوار صنعتی رسالہ سورج مطالعہ کریں

ماہ مارچ کے چند مضمون یہ ہیں دودھ کو ڈبوں میں بند کرنا۔ مصنوعی سلولائیڈ بنانا۔ کیمیکل صنعتیں و ان کا سکوپ "ڈوگ مارک" اشیاء کی فروخت۔ جلابی کھانڈ۔ خضاب لاجواب بنانا۔ دودھ سے کیسین بنانے کا راز۔ غریب عورتوں کے لئے نئے باعزت کاروبار۔ اس کے علاوہ ایک درجن سے زائد مضامین سال میں ۴ خاص اور ۸ عام نمبر شائع ہوتے ہیں۔ تین روپیہ رعایتی سالانہ چندہ منی آرڈر بھیجکر خریدار بن جائیں نمونہ کیلئے ۳ ؍ کا منی آرڈر بھیجیں ۱۹۳۴ء سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔

امپورٹ ایکسپورٹ نمبر شائع ہو گیا غیر ممالک سے مال منگوانے و ایجنسیاں حاصل کرنے کے راز قیمت ۱ ؍ مستقل خریداروں کو مفت
ہندوستان کے تجارتی مرکز نمبر اعنقریب شائع ہو گا مشہور تجارتی شہر و منڈیاں کہاں کیا پیدا و تیار ہوتا ہے۔ مستقل خریداروں کو مفت

ماہوار صنعتی رسالہ سورج ۲۲ چوک متی لاہور

جوارش جالینوس

نہایت خالص اور گراں قیمت اجزاء سے مرکب اعلےٰ درجہ کی زود اثر معجون ہے۔ جوانی اور ضعف دماغ کے لئے اکسیر اعظم ہے قیمت دو روپے چھٹانک جو قریباً لاگت کے برابر ہی ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی معجون فلاسفہ اطریفل کشنیز نکھن والا معجون کچلہ معجون برشعشا درجہ اول معجون کھانسی معجون شاہی بھی موجود ہیں۔ منیجر طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان

لوہے کے اوزار بنانا

المعروف جلا آبداری باتصویر

مصنفہ رائے صاحب مدن گوپال بی اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول لوہے کے کام سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لئے بہترین باتصویر عملی کورس قیمت دو روپیہ صنعتی کتابوں کی فہرست مفت۔
کمرشل سنڈیکیٹ ۲۲ چوک متی لاہور

اعلان نکاح

عزیزم سید ناصر علی شاہ ولد سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب مرحوم ریلوے گارڈ کا نکاح عزیزہ حمیدہ بیگم دختر مکرمی فقیر اللہ شاہ صاحب قریشی سکنہ ایمہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے ساتھ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں بعوض مہر مبلغ پانصد روپے پڑھا احباب دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جانبین کیلئے برکت کا موجب بنائے سید معصوم علی شاہ قادیان

اعلان نکاح

عزیزم عبدالحفیظ خان خلف اللہ رکھا صاحب سکنہ نوشہرہ ککے زئیاں کا نکاح محترمہ عزیزہ انور سلطانہ بنت بابو بشیر احمد صاحب سے مبلغ سات سو روپیہ حق مہر پر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بعد نماز عصر مورخہ ۲۶ ؍ ۳ ؍ ۴۶ کو مسجد مبارک میں پڑھا تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کی جائے کہ یہ نکاح جانبین کیلئے دین و دنیا میں بابرکت کرے۔ خاکسار محمد شفیع دارالانوار قادیان

اکسیر فتق

ان گولیوں سے بفضلہ تعالےٰ لا علاج فتق بھی اچھا ہو جاتا ہے۔ عمر کی قید نہیں ۳ گولیاں مکمل کورس دس روپیہ۔ منیجر طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان

لاہور ۲۶ مارچ۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں ملک خضر حیات خاں وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ پنجاب گورنمنٹ نے تمام پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ اس وقت عدالتوں میں جو مقدمات پولیٹیکل ورکروں پر چل رہے ہیں۔ انہیں واپس لینے کا فیصلہ بھی کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اخباروں کی ضمانتیں واپس کرنے کا سوال بھی گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ مگر فرقہ پرستی کے ماتحت اشتعال انگیزی کرنے والوں کی ضمانتیں واپس نہیں ملیں گی گورنمنٹ کی اس نئی پالیسی کی تہ میں کانگرس پارٹی کا ہاتھ ہے۔

دہلی ۲۶ مارچ۔ مشہور انقلابی سردار اجیت سنگھ کو جو بھگت سنگھ کے چچا ہیں۔ آخر انگریزوں نے اٹلی میں گرفتار کر لیا۔ اور ہندوستان بھیج دیا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ انہیں دہلی خفیہ پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہے

سنگاپور ۲۶ مارچ اپنے دورہ کے دوران میں پنڈت جواہر لال نہرو نے آج شمالی ملایا کی راجدھانی کا معائنہ کیا جہاں آزاد ہند فوج کا ایک دستہ اب بھی موجود ہے۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے پنڈت جی نے کہا۔ کہ ہندوستان ایشیا میں ایک بڑی طاقت ہے۔ جو بھی ہندوستان کی امداد کرتا ہے وہ ایشیاء کی امداد کرتا ہے۔ ایشیاء کو غلام بنانے کا مرکز ہندوستان ہی ہے۔ جب ہمارا ملک آزاد ہو جائے گا۔ تو مصر، عراق فلسطین، چین، ملایا، برما، انڈونیشیا سب آزاد ہو جائیں گے۔ پنڈت جی نے ہندوستانیوں کو آزادی کا یقین دلایا۔ اور کہا کہ اب غلامی کے دن ختم ہونے والے ہیں۔

کیپ ٹاؤن ۲۶ مارچ فیلڈ مارشل جنرل سمٹس وزیر اعظم جنوبی افریقہ نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں ایشیائیوں اور ہندوستانیوں کے لئے امتیازی قانون انتقال اراضی اور جداگانہ نیابت کا بل دوسری خواندگی کے لئے پیش کر دیا۔ وزیٹرز گیلریاں تماشائیوں سے بھری پڑی تھیں۔ جنرل سمٹس نے بل پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ سمندر پار ملکوں میں ہمارے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

مجوزہ گھریلو قانون کے بین الاقوامی پہلوؤں کو ناجائز طور پر استعمال کرنے اور اس کی اہمیت کو بلاوجہ بڑھا چڑھا کر دکھانے کی تحریک جاری ہے۔ حالانکہ یہ ہمارا بالکل اندرونی معاملہ ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اپنی جنوبی افریقہ کی سوسائٹی کے اندر ممکن امن و امان قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور میں اس امر کا کھلے بندوں اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسے پراپیگنڈا اور تحریکوں سے ہم ہرگز متاثر نہ ہوں گے۔ جن کا مقصد اس ملک کے عوام کو ڈرانا اور دھمکانا ہوگا۔

لکھنؤ ۲۶ مارچ۔ مولانا ابو الکلام آزاد کانگرس پریذیڈنٹ نے چوہدری خلیق الزمان کے ساتھ ۷۰ منٹ تک بات چیت کی اور انہیں لیگ کانگرس کولیشن وزارت کی پیشکش کی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگرس لیگ کولیشن کی شرائط میں ایک یہ ہے کہ کیبنٹ میں مسلم لیگ پارٹی کو دو نشستیں دی جائیں گی۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے۔ کہ جب تک لیگ کی طرف سے پیشکش کا جواب نہ آ جائے۔ وزراء منتخب نہیں کئے جائیں گے۔ اس دفعہ وزیر چھ کی بجائے نو ۹ ہوں گے

کراچی ۲۶ مارچ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ میر بندے علی تالپور آج لیگی وزارت میں بطور وزیر شامل ہو گیا ہے۔ اس نے حلف وفاداری بھی لے لیا ہے

لنڈن ۲۶ مارچ برطانوی گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا کے باہمی تبادلہ خیالات کے بعد واشنگٹن میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ چالیس ہزار ٹن گندم اور ڈیڑھ لاکھ ٹن چاول ہندوستان میں بھیجے جائیں گے۔

ٹوکیو ۲۶ مارچ ہندوستان میں مقیم بہت سے جاپانی نظر بندوں نے یہ ماننے سے انکار کر دیا ہے کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور جاپان ہار گیا ہے۔ چنانچہ آج جاپان گورنمنٹ نے سویڈش سفارتخانہ کے ذریعہ اپنا پیغام بمبئی کے سویڈش قونصل جنرل کو بھیجا ہے۔ تاکہ وہ جاپانی نظر بندوں کو یقین دلا دے۔ کہ جاپان ہتھیار ڈال چکا ہے۔ دیولی کیمپ میں جاپانی نظر بندوں نے جاپان کی شکست کی خبر ماننے سے انکار کرتے ہوئے بھاگنے کی کوشش کی۔ سنتریوں نے گولی چلا دی۔ جس سے پندرہ ہلاک اور سولہ زخمی ہوئے۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ مشرقی جرمنی مقبوضہ روس سے سرخ فوج کو واپس بلایا جا رہا ہے اور اس کی جگہ تربیت یافتہ روسی ملٹری پولیس کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اطلاع ہے کہ اس وقت تک ۷۵ فیصدی روسی فوجیں وہاں سے نکالی جا چکی ہیں۔ اور باقی ماندہ آئندہ چند ہفتوں میں نکال لی جائیں گی۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ آج پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم اٹیلے نے اعلان کیا۔ کہ برطانوی گورنمنٹ ہندوستان کو جو آزادی دینے والی ہے۔ اس سے باقی برطانوی نوآبادیوں کو مطلع کر دیا گیا ہے ایک ممبر نے پوچھا۔ کہ کیا کینیڈا۔ جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ نے کوئی اعتراض کیا ہے جواب میں وزیر اعظم نے کہا کہ اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سب ممالک گورنمنٹ کے اس فیصلے سے متفق ہیں۔

لکھنؤ ۲۶ مارچ۔ آج چند طلباء کے گروہ نے مولانا آزاد صدر کانگرس سے ملاقات کی۔ اور ان کا پیام مانگا۔ مولانا نے کہا۔ کہ ہندوستان شدید تبدیلیوں کی فضاء میں گذر رہا ہے۔ آزادی جلدی ملنے والی ہے۔ ہم آزاد ہندوستان میں ہر طرح کی ترقی کریں گے۔

نیویارک ۲۷ مارچ۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون نے سیکیورٹی کونسل کے برطانوی نمائندے کو ایران کے سوال پر چند نئی ہدایات بھیجی ہیں۔ کل رات مارشل سٹالن نے امریکن نیوز ایجنسی کو ایک تار کے ذریعہ مطلع کیا ہے۔ کہ ایران سے روسی فوجوں کے نکاس کے سوال کا روس اور ایران کی گورنمنٹوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود روسی ڈیلیگیٹ سے روسی فوجوں کے نکاس کا اصلی راز پوچھا جائے گا۔

کراچی ۲۶ مارچ۔ آسٹریلیا سے آج گندم سے بھرے ہوئے کچھ جہاز یہاں پہونچ گئے ہیں۔ ان جہازوں میں ۲۷ ہزار ٹن گندم ہے۔ چند دنوں میں مزید گندم بھی آ جائے گی۔

ایک ضروری اعلان

ہر شخص جو سابقہ مطبوعہ فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکا ہے اس کا نام بھی نئی فہرست میں درج ہونا ضروری ہے۔

بعض دوستوں نے دریافت کیا ہے۔ کہ جن لوگوں کا نام سابقہ انتخابات کی فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکا ہے۔ آیا ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ جائیداد کی بنا پر پٹواری کے ذریعہ سے یا تعلیم وغیرہ کی بنا پر بذریعہ درخواست اپنا نام درج کرائیں۔ ممکن ہے کہ یہ شبہ دوسرے دوستوں کو بھی پیدا ہوا ہو۔ سو اس کے ازالہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر شخص خواہ وہ پہلی فہرستوں میں ووٹر درج ہو چکا ہے یا اس کا نام کسی وجہ سے درج نہیں ہوا۔ ضروری ہے۔ کہ وہ جدید فہرستوں میں اپنا نام درج کرائے۔ البتہ جو پہلی فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے کسی مزید ثبوت بصورت سرٹیفکیٹ رسند یا تصدیق وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ وہ صرف مطبوعہ فہرستوں کا حوالہ دے کر درخواست میں اپنا نمبر درج کریں۔ یعنی یہ کہ فلاں سنہ کی مطبوعہ فہرست میں صفحہ فلاں پر فلاں نمبر کے ماتحت میں بطور ووٹر کے قرار دیا گیا ہوں۔ جو دوست جدید ووٹر ہوں گے۔ ان کو اپنی خدمات رائے دہندگی کا ثبوت حسب مطلوب دینا ہوگا

ناظر امور عامہ